شانِ رسالت

حکیم الاسلام قاری محمد طیب مدظلہٗ
تلخیص :- محمد اقبال قریشی۔ ہارون آبادی

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند نے مدرسہ خیر المدارس جالندھر حال ملتان کے پندرھویں سالانہ اجلاس منعقدہ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ کو "شانِ رسالت" کے عنوان سے جو مبسوط اور طویل وعظ فرمایا تھا اس کا خلاصہ۔ (محمد اقبال قریشی ہارون آبادی)

شان کے معنی لغت عرب میں شان کے معنی حال کے آتے ہیں اور حال اصطلاح و لغت میں اس کیفیت و معنویت کو کہتے ہیں جن کا ورود قلب پر بلا قصد و اختیار ہو۔ حدیث نبویؐ کی ایک دعا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔ "یعنی اے اللہ میرا حال درست فرما اور مجھے میرے نفس کے سپرد نہ فرما گھڑی بھر بھی" اور حال کو حال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حول سے لیا گیا ہے جس کے معنی گردش کے ہیں اس لئے وہ کیفیت ہوتی ہے جو پائیدار نہ ہو۔ اور ردل بدل ہوتی رہے۔

جب انسانی قلوب پر احوال ظاہری ہوتے ہیں تو ان اہل حال سے ہر حال کے مناسب کچھ اعمال بھی سرزد ہوتے ہیں۔ اور یہ اعمال بصورت غلبہ حال کچھ ایسی بے تکلفی سے سرزد ہوتے ہیں کہ عمل باوجود اختیاری ہونے کے مثل اضطراری کے ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ترک عمل میں (مثلاً تہجد یا سخاوت وغیرہ) انسان بے چینی اور کرب محسوس کرتا ہے اور بے حال کا عمل بے ذوق اور کاہل کا سا ہوتا ہے کہ کوئی دباؤ پڑ گیا تو کر لیا ورنہ چھوڑ دیا۔ یہ فرق ہے غلبہ حال اور بلا حال کے عمل میں۔ اور جب کوئی طبیعت ثانیہ کی صورت اختیار کر کے اعماق قلب میں سرایت کر جاتے یہ حال مقام کہلاتا ہے اور اس حال والے کو صاحبِ مقام کہتے ہیں۔ پس حال پختہ مقام ہے کیونکہ حال ٹھہرتا نہیں اور مقام زائل نہیں ہوتا۔ اور شان جب بنتی ہے کہ حال مقام میں تبدیل ہو جائے۔ بالفاظ دیگر قوت باطن کے ساتھ حالی

ہو جائے اور باطن کا پختہ رنگ بن جائے اور قوت ظاہر کے ساتھ افعال مناسبہ رنگ برنگ ہو کر اس مقام سے سرزد ہوتے ہیں تو اس مجموعہ کو اصطلاح میں شان کہیں گے، ارشادِ ربانی ہے: کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْنٍ۔ (سورہ رحمن) یعنی ہر روز وہ ایک نئی شان سے ہے۔

شانِ رسالت | مجموعی شان، کو شانِ ایمان کہتے ہیں اور شانِ علم اور شانِ عشق وغیرہ اسکا پرتو ہوتی ہیں، غرض ایک عارف اور ربانی انسان کی ایمانی اور کیفیاتی جڑ تو اعمال سے مضبوط ہوتی ہے۔ اور اعمال کی زندگی ان ایمانی کیفیات کا ثمرہ ہوتی ہے۔ اگر معاذاللہ جڑ کاٹ دی جائے تو اعمال مرے سے نذارد ہو جائیں گے، غرض شانِ ایمان سب شانوں کی جڑ ہوتی ہے اور ہر فرد کامل کی شان نبیؐ کی شانوں کا پرتو ہوتی ہے۔ اس لئے نبیؐ مجموعہ شئون ہوتا ہے جسکی جامع شان سے امت میں مختلف انفرادی شانوں کا ظہور ہوتا ہے اور ہم جبکہ اہل اللہ کے احوال و شئون کا ادراک کرنے کی بھی پوری صلاحیت نہیں رکھتے تو کون ہے کہ شانِ رسالت و نبوت کی کیفیات و احوال کا تصور بھی کر سکے۔ پھر بھلا ان احوال و کیفیات کا جو قلب محمدیؐ پر طاری ہوتیں۔ بیان اور وہ بھی احاطہ کے ساتھ تو بھلا کس کے بس کی بات ہے۔ ہم اسکی کیا تاب و طاقت رکھتے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کی ہر شان شانِ الٰہی سے بنتی ہے اور اس کے تابع ہے تو جو اللہ کی ساری شانوں سے واقف ہو وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں سے واقف ہو سکتا ہے اور کون ہے کہ شئون خداوندی کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے کون ہے کہ شانِ رسالت کو بیان کر سکے۔ تاہم بالاجمال اس کی تصویر سامنے لانے کیلئے غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، کی شانیں دو قسموں پر منقسم ہیں ا۔ شانِ جمال مثلاً صفت انعام، اکرام، عفو، مغفرت، ہدایت، احیاء، اعطاء رزق و اعزاز وغیرہ۔ ۲۔ شانِ جلال مثلاً صفت انتقام، منع، اقتدار، امانت، تذلیل اور اضلال وغیرہ

جمالی شئون کا سرچشمہ رحمت ہے اور جلالی شانوں کا سرچشمہ قہر و غضب ہے، پس اصل میں یہی دو بنیادی شانیں رحمت اور غضب ہیں اور بقیہ شانیں ان کے آثار ہیں۔

اب سمجھئے کہ حق تعالیٰ کی ان ہی دو شانوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں وابستہ ہیں، اور آپؐ کی ہر ایک شان خدا تعالیٰ ہی کی شانوں سے بنتی ہے۔ اس وابستگی کی دو صورتیں ہیں ایک تعلق دوسرا تخلق سو آپؐ کا تعلق یعنی علاقہ ان شئون الٰہی سے عبودیت کا ہے کہ آپؐ ہر ایک شان کا اسکے مناسب حالِ عبودیت کے ساتھ حق ادا فرماتے ہیں کیونکہ شئون الٰہی کا ادراک علم سے ہوتا ہے اور پھر معرفت سے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ کی شانوں کو نہ آپ سے زیادہ کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔

کیونکہ معرفت کے معنی مشاہدہ اور علم کے معنی دانستن کے ہیں اور مشاہدہ بغیر قرب کے نہیں ہوتا اور علم بغیر عقل وسمع کے نہیں ہوتا۔ اب غور کرو تو ان مراتب علمی اور مشاہدات ومعارف الٰہیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ سلسلہ علم کو لیجئے تو ہر ایک نبی کو تو ذات وصفات خداوندی کے بارے میں خاص خاص انواع کے علوم سے نوازا گیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام علوم کا جامع اور خاتم المراتب قرار دیا گیا جسطرح حواس خمسہ کے علوم دماغ کی حس مشترک سے عود کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی مقام کو حدیث نبویؐ میں اس طرح فرمایا گیا ہے: اُوْتِیتُ عِلْمَ الاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ یعنی مجھے اگلوں اور پچھلوں کے سارے ہی علوم عطا کر دیئے گئے، یہی وجہ ہے کہ کمالات ربانی اور ہدایات رحمانی جس قدر آپؐ پر منکشف ہوئیں اتنی اوروں پر نہیں ہوئیں۔ آپؐ کی شریعت کا ہر حکم اپنی لم اور علت وحکمت کے ساتھ انتہائی طور پر مکمل جامع ظاہر وباطن اور مستجمع علم وعقل ہے۔ تہذیب نفس کے اصول ہیں تو اجتماعیت کبریٰ کے جامع اصول لئے ہوئے معاشرتی نوعی ہے تو انتہائی اخوت ومعرفت کے اصول پر مشتمل وغیرہ وغیرہ۔

پھر یہی صورت آپؐ کی معرفت کی بھی ہے کیونکہ معرفت اسی کی کامل ہو سکتی ہے جس کا قرب کامل ہو، سو آپؐ کے قرب ومعیت الٰہی کا یہ عالم ہے کہ آپؐ خود ہی فرماتے ہیں: لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُہٗ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ یعنی مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ قرب کے ایسے درجات میسر آتے ہیں کہ ان تک کسی مقرب فرشتے کی رسائی ہوئی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کی "۔۔۔

۔۔۔۔ گویا حضور اقدسؐ کی ذات اقدس بمنزلہ وزیر اعظم کے ہے، اور آپؐ اس مقام قرب اور فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ سے صرف ذات بادشاہی کو نہیں دیکھ رہے، بلکہ اسکی تمام صفات کمال بلکہ تمام فرشتوں واحوال کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جب آپؐ شئون جمالی کو جلوہ گر دیکھتے ہیں اور رحمت کی تجلیات سامنے آتی ہیں تو دعا واستدعا اور درخواستوں کی عبادت پیش کرتے ہیں اور جب شئون جلال کو جلوہ پیرا دیکھتے ہیں اور قہر وغضب کی تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو پناہ جوئی اور تعوذ کی عبادت اختیار کرتے ہیں۔ شانِ قہر کے موقع پر حمد وثناء اور تحمید وتمجید کے صیغے اختیار فرماتے ہیں تاکہ دریائے رحمت جوش میں آجائے اور شانِ قہر کے وقت اعتراف تقصیر اور استغفار کے صیغے ورد زبان فرماتے ہیں تاکہ دریائے مغفرت امڈ آئے ۔۔۔۔ پھر ان احوال متواردہ اور مقررہ اوقات کے علاوہ تسبیح وتہلیل، ذکر وثناء، تنزیہ وتقدیس اور قرأت تلاوت نیز خلوت مع اللہ اور جلوت لوجہ اللہ نیز اشغال باطن واوراد ووظائف ظاہر سے کوئی لمحہ فارغ نہ

تھا کیونکہ مشاہدہ جلال وجمال حق کیساتھ بھی کوئی ساعت خالی نہ تھی، پھر جیسے جمالات حق لامحدود ہیں ایسے ہی آپؐ کے یہاں محامد وثناء کے صیغے بے حد وبے حساب ہیں جو مختلف الالوان ذوق وشوق اور انس ومحبت کے جذبات سے نکلتے ہیں۔ اور اسی ذوق وشوق کا اثر پیدا کرتے ہیں۔ پس جب آپؐ سے زیادہ کوئی حق تعالیٰ سے قریب تر نہیں ہوسکا تو قدرتاً آپؐ سے زیادہ کوئی بھی ان صفات کا مظہر نہیں بنا اس لئے آپؐ شئون الٰہیہ کے مظہر اتم اور مورد اکمل ثابت ہوئے آپؐ میں جمالی شان بھی علی وجہ الاتم آئی اور جلالی شان بھی علی وجہ الاکمل نمایاں ہوئی۔ اسی لئے آپؐ صفات الٰہیہ کے مظہر بنے، اسی لئے تو ارشاد ہوا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ نیز ارشاد ہوا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○

چونکہ آپؐ کی ہر شان، شانِ الٰہی کا پرتو ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا گیا وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ حق نما ہیں جس میں شئون ربانی جلوہ گر ہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ کے باہر اصل ہے اور آئینہ کے اندر عکس ہے۔ پھر جسطرح شان رحمت وقہر میں حق تعالیٰ کی شان رحمت کو غلبہ بنص حدیث ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ اسی طرح آپؐ کی شانِ رحمت کا غلبہ قرآن وحدیث نے دکھایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اور حدیث نبوی ہے اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ۔ پھر جس صحابیؓ پر آپؐ کی خصوصی توجہ منعطف ہوگئی وہ بھی رحمت مجسم ہوگیا چنانچہ حدیث میں ہے: اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍؓ۔

دوسرا سلسلہ آپؐ کے تخلق باخلاق اللہ کا ہے کہ آپؐ ہر شانِ الٰہی کے جلووں اپنی روح پر فتوح میں جذب فرما کر الٰہی اخلاق سے متخلق اور ہر شان کا مظہر اتم ہیں اور مظہر شئون الٰہی بن کر وہی کام آپؐ کرتے ہیں جو اللہ کے کام ہیں۔ یعنی اسکی مخلوق کی ظاہری اور باطنی تربیت۔ اس سے آپؐ کی شانِ خلافت واضح ہوتی ہے جس سے واضح ہوا کہ بنیادی طور پر رسالت کی دو شانیں ہیں ۱۔ شانِ عبادت؛ اس سے آپؐ کے تعلق مع اللہ کا کمال واضح ہوتا ہے۔ ۲۔ شانِ خلافت؛ اس سے تعلق مع الخلق کا کمال کھلتا ہے، بالفاظ دیگر آپؐ نے شانِ عبادت سے تو اللہ کی صفات جلال وجمال کی روشنی خود حاصل فرمائی تاکہ ان صفات کو ان کے پرتو ؤں سے مخلوق کی تربیت فرمائیں۔ شانِ عبادت سے آپؐ کا تقرب الی اللہ

نمایاں ہوتا ہے اور شانِ خلافت سے آپ کا ترفق بالخلق۔ ایک مقام سے اقترابات کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں اور ایک سے اتفاق کی۔ ایک سے تدین کا دروازہ کھلتا ہے، ایک سے تمدن کا۔ ایک سے دیانت کی روشنی پھیلتی ہے اور ایک سے سیاست کی۔ ایک سے تہذیب نفس کے اصول ہویدا ہوتے ہیں اور ایک سے تربیت خلق کے۔ غرض ان دو ہی بنیادی شانوں سے رسالت کی ہزارہا شانیں نمودار ہوتی ہیں۔ اس لئے ان دو شانوں کی تفصیل ہی تمام شئون رسالت کا بیان ہے۔ مگر جسکی ہر شان شانِ الٰہی سے ماخوذ و مربوط ہو اس کی شان کو وہی بیان کر سکتا ہے جو شئون الٰہیہ سے پورا واقف ہو اور کون مخلوق ہے جو اس کی ایک شان کے کسی ایک گوشہ کو بھی اپنی محدود عقل و خرد سے پرکھ سکے یا پا سکے تو پھر کون ہے کہ شانِ رسالت کے کسی ایک گوشہ کو بھی کماحقہ سمجھ سکے چہ جائیکہ بیان میں لا سکے۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(آمدم بر سر مطلب) غرض جسطرح شانِ رسالت و عبادت کے کچھ لوازم ہیں بعینہٖ ان کی کچھ بنیادیں ہیں کہ جن کے لئے یہ دو شانیں مظہر ہیں۔ گویا یہ دو شانیں بمنزلہ برگ و بار کے ہیں اور وہ مستور شانیں بمنزلہ تخم کے ہیں یا یہ دو شانیں بمنزلہ تعمیر کے ہیں اور وہ مخفی شانیں ان کے لئے بمنزلہ ستون و ارکان کے ہیں جن پر شئون رسالت کی عمارت کھڑی ہے۔ سو وہ مخفی اور باطنی شانیں تین ہیں۔ قربؔ، ہمتؔ، ہدایتؔ، چنانچہ حضور اقدسؐ کی شانِ قرب جسماً و معنیً معراج سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے جسکو قرآن نے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ سے واضح فرمایا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ذات بابرکات حق جل جلالہ جو غناءِ مطلق کے اوج پر اوج ہے اس کا قرب اور قرب کی طرف عروج مخلوق کو میسر آجانا جو اپنی جبلت کے لحاظ سے ہوئی و ہوس کے مادوں میں پھنسی ہوئی ہے اور نفسانی خواہشات کی خلقی بندشوں میں جکڑ بند ہے، جو بغیر دو قوی بازوں زہد فی الدنیا اور رغبت فی الآخرت کے دشوار ہے۔ سو آپؐ کے زہد اور دنیا سے بے تعلقی کا حال یہ تھا کہ بیتِ نبوت پر جیسے ایسے گذر جاتے کہ گھر میں دھواں تک نہ اٹھتا ایک کھجور اور ایک پیالہ پانی پر گذر ہوتا۔ اور رغبت فی الآخرت کا یہ عالم کہ کبھی آپؐ ذوقِ آخرت میں شہادت کی تمنا فرما رہے ہیں کہ بار بار زندہ ہوں اور بار بار راہ خدا میں قتل کیا جاؤں کبھی دعا فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰى مَنْ يَّعْلَمُ اَنِّىْ رَسُوْلُكَ۔

نبوت کی دوسری بنیادی شان ہمت قلوی اور عزم بلند ہے کہ نبی کو اپنے مشن اور مقصد کی تکمیل میں نہ ننگ و ناموس کی پرواہ ہو نہ بدنامی و رسوائی کی۔ چنانچہ آپؐ کی مساعی و تبلیغ کو روکنے کے لئے

قرابتوں کے زور ڈالے گئے مال و جاہ کا طمع دلایا گیا ، بائیکاٹ کیا گیا ، اور تمسخر و تشنیع کا راستہ اختیار کیا گیا ۔ ایذارسانیوں کی حد کردی گئی ، پتھر مارے گئے ، کتے پیچھے لگائے گئے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے ، سحر کرایا گیا ، زہر دلوایا گیا ، جنگیں لڑی گئیں ، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں : مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مَا اُوْذِیْتُ ۔

لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی حضورؐ کو اپنے مقام بلند سے نہ ہٹا سکی جسکا راز وہی ہمت قوی اور عزم صمیم تھا ، جو قلب نبوت کا خاص مقام تھا جس نے ان تمام پیشکشوں اور دھمکیوں کو خس و خاشاک کی مانند بنا دیا ۔ رہا یہ کہ ہمت عالی کس مقصد کیلئے استعمال میں آتی ہے ۔ سو اس مقصد عالی کا نام ہدایت ہے ۔ جس کے لئے نبی کی بعثت عمل میں آتی ہے ۔ اسی ہدایت کے لئے وہ قانون الٰہی آتا ہے ، جسے شریعت اور منہاج کہتے ہیں ، اسی کی رو سے عالم کی تعلیم و تربیت عمل میں آتی ہے اور دنیا کو ظلم و جہل کی تاریکیوں سے نکال کر عدل و علم کی فضا میں پہنچایا جاتا ہے ۔ جس سے ان کی دنیا اور آخرت دونوں درست ہوتی ہیں ۔

اب اگر غور کرو تو کمال قرب سے حضورؐ کی شان عبادت نکلتی ہے کہ نیاز تام کے ساتھ بارگاہ حق میں ہر وقت قلب و قالب سے سربسجود ہیں جو عبدیت کا اعلیٰ مقام ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے : وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔ اور ارشاد نبوی ہے : اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ ۔ لیکن شان ہمت و ہدایت عملی حیثیت سے دنیا کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی تا قبول ہدایت خلق یا فنا ء صلاحیت خلق کیونکہ جب یہ عنصری زندگی ختم ہو جائے گی تو اسکی ضرورت بھی نہ رہے گی ، پس شان قرب اصلی ہے اور شان ہمت و ہدایت بایں معنی عرضی ۔

اب یہی دو اساسی شانیں قرب ، ہمت اور ہدایت اور دو فرعی شانیں عبادت اور خلافت کو ملا کر انہیں بنظر وحدانی دیکھا جائے تو اسی مجموعی شان کا نام شان شریعت ہو گا پس شان رسالت درحقیقت شان شریعت ہے اور شریعت نبی کی سیرت سے بنتی ہے ، نبی کے اقوال ، افعال ، احوال اور شئون جو مجموعہ سیرت ہیں حجت الٰہی ہو کر شریعت کہلاتے ہیں ۔ پس حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سیرت مبارکہ مع اپنے اجزاء طیبہ کے سارے عالم کیلئے پیغام ہے ۔ شان رسالت اور سیرت نبوت پر چل کر کرامت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم شاندار بن سکتی ہے ۔ حضرات صحابہؓ اور سلف کی شان اسی شان سے بنی اور اسی سے ان کے ذریعہ سلف کا ایک ایک فرد ایک ایک امت بن گیا پھر نہ صرف افراد انسان یا عالم النفس بلکہ اسلام ہی عالم کا مادی اور روحانی نظام بھی اسی شان اور اسی جامع سیرت سے قائم ہے ۔

اور اسی عالم کا امن و سکون وابستہ ہے۔ اگر آج مسلمانوں کو اپنا روحانی نظام قائم کرنا ہے تو شانِ عبادت قائم کریں، اور مادی نظام قائم کرنا ہے۔ تو شانِ خلافت قائم کریں اور اس سیرت کے جامع بن کر اگر سارے عالم کو ایک رشتہ میں پرونا ہے تو شانِ شریعت قائم کریں۔ اب میں اپنی تقریر کو دعائے توفیق پر ختم کرتا ہوں۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مسرت انگیز

لاہور — زرعی یونیورسٹی لائلپور کے جنرل سیکرٹری اور جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر رانا اشفاق نے صوبائی جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان مسرت سنایا۔ کہ جمعیۃ طلباء اسلام کی مساعی جمیلہ کے سبب ایشیا کی سب سے بڑی زرعی یونیورسٹی لائلپور کے آئین میں یہ دفعہ رکھ دی گئی ہے۔ کہ یونیورسٹی یونین کے الیکشن میں حصہ لینے والے طالب علم کا مسلمان ہونا لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جمعیۃ طلباء اسلام کا نمائندہ اور یونین کا جنرل سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے آئین میں مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک کی اسمبلی میں پیش کردہ متفقہ تعریف بھی شامل کرادی ہے۔

انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ اب کوئی مرتد اور غیر مسلم، زرعی یونیورسٹی لائلپور میں انتخاب میں حصہ نہیں لے سکے گا۔ (ترجمان اسلام لاہور۔ یکم مارچ ۱۹۷۳ء)

دیدارِ نبوی ﷺ کیسے ہو؟

وصل حبیب اللہ ﷺ

مؤلفہ

پروفیسر محمد اقبال ملک

پڑھیئے

۳۲۰ صفحات

ہدیہ

ساڑھے پانچ روپے

۳۷ عربی فارسی اردو کتب کا نچوڑ

خواب اور بیداری میں دیدار کے ثبوت، واقعات اور آزمودہ اعمال۔

ملک محمد طیب گلی نمبر ۳۳۔ ڈھوکے رتہ۔ راولپنڈی